اسلامی تحقیقات میں حوالہ نگاری و مصادر نویسی کے معاصر اسالیب کے اطلاق کا ناقدانہ جائزہ

Application of the Contemporary Citation and Referencing Styles in Islamic Research

ڈاکٹر نیاز محمد*

ڈاکٹر سعید الرحمٰن**

Abstract

Research Citation and referencing of sources make the academic writings authentic, reliable and approachable. A citation is a way of giving credit and acknowledgment to scholars for their creative and intellectual thoughts, ideas and works that are utilized to support the research studies. It is also used to locate particular sources and combat plagiarism. A citation or referencing style is a set of rules, a particular way or a standard approach for documenting and formatting the sources that are quoted, consulted, mentioned, paraphrased, summarized and cited or referred to in the scholarly writings. Proper use of pre-defined citation style helps to make the reference list and bibliography consistent and easy. Different ways or styles have been developed over time to address the specific needs of presenting citations and referencing in different disciplines or professions. Similarly, some instructors or supervisors also recommend a specific style. This paper presents an overview and critical review of the most commonly used citation styles i.e. MLA, APA, Chicago and Harvard along with the Muslim Scholars Style. The paper aimed the orientation of Research Scholars in the field of Islamic and Oriental Studies.I

Keywords: Introudction to contemporary referencing styles, Application of contemporary refrencing styles in Islamic research

حوالہ بندی و مصادر نویسی تحقیقی رپورٹوں اور مقالات کا لازمی جزو ہیں۔ اس کے بغیر تحقیق مستند و معتبر نہیں مانی جاتی۔ حوالہ جات سے مراد کسی کتاب، مقالے، رسالے یا دیگر ذرائع معلومات کے اشاعتی کوائف اور صفحات وغیرہ سے متعلق یادداشت یا نوٹ ہیں جن کی وساطت سے مزید مطالعہ، تحقیق و تصدیق کی خاطر تفصیلات یا اصل منبع اور مصدر تک رسائی بآسانی ممکن ہوتی ہے۔ مقالہ کے آخر میں توضیحی فہرستِ مصادر مراجع (کتابیات) اس بات کا ثبوت ہوتی ہیں کہ محقق نے اپنے مواد کی تیاری میں کون کون سے ذرائع و منابع (Sources) استعمال کیے ہیں اور ان کی علمی و استنادی نوعیت و حیثیت کیا ہے؟

میدانِ تحقیق میں حوالہ نگاری و مصادر نویسی کے نت نئے اسالیب سامنے آرہے ہیں جن سے علوم اسلامیہ کے محققین کی شناسائی وقت کی اہم ضرورت ہے۔ زیر نظر مضمون میں ان مختلف اسالیب کا تعارف و تجزیہ درج ذیل مباحث کے تحت پیش کیا جارہا ہے۔

مبحثِ اوّل: تحقیقی عمل میں حوالہ بندی اور مصادر نویسی کی ضرورت، اہمیت و افادیت

مبحثِ دوم: حوالہ بندی و مصادر نویسی کے مختلف معاصر اسالیب کا جائزہ و نقد

مبحثِ سوم: خلاصۂ بحث

---

* پروفیسر، علوم اسلامیہ، عبد الولی خان یونیورسٹی، مردان۔

** اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، عبد الولی خان یونیورسٹی، مردان۔

ذیل میں تفصیلی کلام پیش کیا جارہا ہے:

مبحثِ اوّل: تحقیقی عمل میں حوالہ بندی اور مصادر نویسی کی ضرورت، اہمیت وافادیت:

تحقیق کے ادعاء پر پیش کردہ تحاریر و مقالات تحقیق کنندہ سے اس امر کا تقاضہ کرتی ہیں کہ جو کچھ بھی ضبطِ تحریر میں لایا جائے وہ ٹھوس شواہد اور مستند علمی دلائل پر مبنی ہو کیوں کہ کسی بھی تحقیقی رپورٹ (مقالہ) یا دستاویز کی ترتیب میں حوالہ بندی اور مصادر نویسی اس کا عالمانہ اُسلوب اور استنادی حیثیت واضح کرتے ہیں۔

حوالہ نگاری تحقیق کار کی ثقاہت، اعتبار، صداقت اور اعتمادیت کو جلا بخشتی اور اس کے افکار و نظریات سے متعلقہ شعبہ کے دیگر رفقاء اور محققین کو استفادے کا موقع بھی فراہم کرتی ہے۔ نیز حوالہ بندی کی بدولت علمی بد دیانتی اور سرقہ کا تدارک ممکن ہوتا ہے اور یوں فکری دیانت داری اور علمی راست بازی و قائم رہتی ہے۔

حوالہ نگاری ہی کی بدولت تحقیقی عمل کا نگران اور دیگر قارئین ان مصادر و مراجع (کتب، رسائل و جرائد، مضامین و مقالات اور دیگر حوالہ جاتی مواد) تک تصدیق و توثیق اور مزید اپنے توسیعی مطالعہ کے لیے بآسانی رسائی حاصل کر لیتے ہیں۔ ڈاکٹر قاضی عبدالقادر حوالہ نگاری کی اہمیت کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ''اپنے نقطہ نظر کے جواز کے لیے اور دوسروں سے اختلافِ رائے کی نشان دہی کے لیے تحقیقی مقالے میں حوالے دیے جاتے ہیں۔ محقق اس بات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہے کہ موضوعِ زیرِ بحث سے متعلق ادب اور تحقیقات سے وہ واقف ہے اور کہاں کہاں وہ قدیم وجدید یا مروّج خیالات و آراء سے اختلاف کرتا ہے۔''[1]

تحقیق کے عمل میں محقّق اپنے بیان کی توثیق، تائید یا کسی مفروضے کے قیام کے لیے بنیاد کی فراہمی کے طور پر علمی سطح پر ممتاز شخصیات کے اقتباسات بھی ذکر کرتا ہے۔ مستعمل اقتباسات اور مواد پر حوالہ دینے کے اہتمام سے مصنف کے کام کا علمی حلقوں میں اعتراف کیا جاتا ہے اور ان کو پذیرائی ملتی ہے۔ عبدالرزاق قریشی اس حوالے سے لکھتے ہیں:

> ''تحقیقی مقالہ بڑی حد تک دوسرے مصنفین کی کتابوں اور تحریروں، دستاویزوں، رودادوں وغیرہ پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس لیے حاشیہ میں ان کا اعتراف کرنا اور انہیں اہمیت دینا ضروری بلکہ محقق کا اخلاقی فرض ہے۔ یہ اعتراف صرف عبارت کی حد تک نہ ہو بلکہ اگر مصنف کے خیالات سے استفادہ کیا گیا ہے تو اس کا اقرار بھی ضروری ہے۔ دوسرے کی محنت کو بغیر اعتراف و اقرار کے اپنا لینا علمی و تحقیقی دیانت کے خلاف ہے۔''[2]

حوالہ نگاری اور مصادر نویسی کی اہمیت اس اعتبار سے بھی مسلم ہے کہ اس کے ذریعے پہلے سے غیر محقق کام کے مآخذ کی نشان دہی ممکن ہو جاتی ہے یوں اس کے قابلِ استناد و اعتماد یا قابلِ تردید ہونے کا فیصلہ کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ حوالہ نگاری کی اس افادیت کے مظاہرے کے لیے چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

مشکوۃ المصابیح کو سبقاً پڑھنے والے یا عام مطالعہ کرنے والے قارئین کے سامنے ذیل کی حدیث گزری ہو گی کہ:

''كان رسول الله صلى الله عليه و سلم إذا سلم من صلاته يقول بصوته الأعلى : لا إله إلا الله وحده لا شريك له ، له الملك و له الحمد ، و هو على كل شيئ قدير، لا حول و لا قوة إلا بالله ،

لا إله إلا الله ، و لا نعبد إلا إياه ، له النعمة ، و له الفضل ، و له الثناء الحسن ، لا إله إلا الله ، مخلصين له الدين، و لو كره الكافرون. رواه مسلم ''.[3]

''رسول اللہ ﷺ جب نماز کا سلام پھیر لیتے تو بلند آواز سے پڑھتے :لا إله إلا الله وحده لا شريك له، له الملك و له الحمد وهو على كل شيئ قدير لاحول و لا قوة إلا بالله ، لا إله إلا الله ولا نعبد إلا إياه، له النعمة وله الفضل و له الثناء الحسن ، لا إله إلا الله ، مخلصين له الدين ، و لو كره الكافرون''

مذکورہ روایت میں الفاظِ حدیث ''بصوته الأعلى'' سے فرض نمازوں کے بعد جہری ذکر کے کی عملیت و جواز کے لیے استدلال کیا جاتا ہے، تاہم اس روایت کے بعد صاحب مشکاۃ نے رواہ مسلم کہہ کر مسلم شریف کا حوالہ دیا ہے، اس حوالے کی بدولت جب صحیح مسلم اور خصوصا متعلقہ مقام(كتاب المساجد ، باب استحباب الذكر بعد الصلاة وبيان صفته) کا مطالعہ کرتے ہیں تو وہاں یہ پوری روایت موجود ہے لیکن بصوته الأعلى کے الفاظ موجود ہی نہیں[4]۔ مذکورہ حوالے کی بدولت یہ اہم بات سامنے آئی کہ مذکورہ الفاظ اصل حدیث میں نہیں ملتے تو گویا یہ راوی کے اپنے الفاظ ہو سکتے ہیں۔

حوالے کی افادیت کے لیے یہ مثال بھی پیش کی جا سکتی ہے:

بہشتی زیور مولانا اشرف علی تھانویؒ (متوفی:۱۹۴۳ء) کی مشہور تصنیف ہے جس کا کئی مقامی زبانوں میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ پشتو زبان میں سید نسیم الحق کاکا خیل کا کیا ہوا ترجمہ '' جنتی کالے ''خیبر پختونخواہ میں مشہور ہے۔ اس میں عورتوں کی نماز جنازہ کی ادائیگی کے بارے میں مولانا تھانویؒ کی عبارت کا ترجمہ کرنے کے دوران كما صلَّيتَ و سلَّمتَ و باركتَ و رحِمتَ و ترحَّمتَ کی عبارت بھی درج کی گئی ہے[5]۔ اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ نماز جنازہ میں درود کے یہ الفاظ مولانا تھانویؒ نے اپنی تصنیف میں ذکر کئے ہیں جب کہ مولانا تھانویؒ کی اصل عبارت یہ ہے:

''اگر عورت جنازہ کی نماز پڑھ دیں تو یہ بھی جائز ہے لیکن چونکہ ایسا اتفاق کبھی نہیں ہوتا اس لیے ہم نماز اور دفنانے کے مسائل بیان نہیں کرتے''[6]۔

بغیر حوالے کے اور اصل مصدر تک رسائی کے بغیر کوئی عبارت یادعاوی پیش کیا جائے تو کچھ ایسی دلچسپ مثال سامنے آتی ہے، علامہ جلال الدین سیوطیؒ(متوفی:۹۱۱ ھ/۱۵۰۵ء)اور نواب صدیق حسن خانؒ(متوفی:۱۳۰۷ھ /۱۸۹۰ء) نے امام رازیؒ(متوفی:۶۰۶ھ) کی تفسیر کبیر ''مفاتیح الغیب'' کے بارے میں یہ تبصرہ ذکر کیا ہے کہ قال بعض العلماء: فيه كل الشيئ إلاالتفسير[7] (بعض علماء نے کہا ہے کہ اس میں سوائے تفسیر کے سب کچھ ہے)، تاہم مشہور حنفی قاضی علامہ شہاب الدین احمد بن محمد بن عمر الخفاجی المصری الحنفیؒ(متوفی:۱۰۶۹ھ /۱۶۵۹ء) نے مذکورہ تبصرہ قال(صیغہ معروف) کی بجائے قیل کے ساتھ یوں ذکر کیا ہے کہ قيل: في تفسيره كل شيئ إلا التفسير[8]. (کہا گیا ہے کہ ان کی تفسیر میں سوائے تفسیر کے سب کچھ ہے)۔

امام رازیؒ کی اس وقیع تفسیر پر اس انداز کے نامعلوم افراد (قال بعض العلماء، اور قیل کے الفاظ) کے ساتھ تبصرہ کو ذکر کرتے وقت اگر علامہ سیوطیؒ، امام شہاب الدین الخفاجی اور نواب صدیق حسنؒ اگر امام رازیؒ (متوفی:۶۰۶ھ) کی صدی کے مشہور مورخ ابن خلکانؒ (متوفی:۶۸۱ھ) کی درج ذیل عبارت کو پیش نظر رکھتے تو یقیناً پھر یہ سب حضرات اس تفسیر کے بارے میں کلماتِ تحسین ہی ادا کرتے، چنانچہ امام رازیؒ کے بارے میں علامہ سیوطی و نواب صدیق حسن خان کے کئی صدی پہلے کے ابن خلکانؒ کہتے ہیں:

''فاق أهل زمانه في علم الكلام والمعقولات، وكل كتبه ممتعة،وانتشرت تصانيفه في البلاد، ورزق فيها سعادة عظيمة، فإن الناس اشتغلوا بها ورفضواكتب المتقدمين،وهو أول من اخترع هذا الترتيب في كتبه و أتى فيها بما لم يسبق إليه.''[9]

''امام رازیؒ کے تمام کتابیں بہت مفید ہیں جو بلاد اسلامیہ میں پھیل چکی ہیں اور انھیں بڑی سعادت مندی نصیب ہوئی ہے چنانچہ لوگ متقدمین کی کتابیں چھوڑ کر ان کی کتب میں منہمک ہو چکے ہیں، انہوں نے اپنی کتب میں یہ نیا انداز (فلسفیانہ) اختیار کیا ہے، وہ اپنی کتب میں ایسا مواد لائے ہیں کہ ان سے پہلے کوئی بھی ایسا مواد نہیں پیش کر سکا ہے''

مزید بر آں اگر علامہ سیوطی اور علامہ شہاب الدین خفاجی مزید آگے بڑھتے تو ابوحیان اندلسی (متوفی:۷۴۵ھ) کا قول ان کی تفسیر البحر المحیط میں یوں لکھا ہوا نظر آتا کہ:

''حكى عن بعض المتطرفين من العلماء أنه قال: فيه كل شيئ إلا التفسير''[10]

''علماء میں سے کسی مبالغہ گو حضرات کا کہنا ہے کہ اس میں سوائے تفسیر کے سب کچھ ہے''

ابو حیان اندلسیؒ نے یہ قول عن بعض المتطرفین من العلماء (کسی مبالغہ گو عالم) کا بتایا ہے مگر اس بات کا تعین نہیں کیا کہ وہ بعض مبالغہ آمیز عالم یا علماء کون ہیں۔ اگر ابو حیانؒ حوالہ کی پابندی فرماتے اور اصل مصدر تک رسائی حاصل کرتے تو یا اس مبالغہ گو عالم کا تعین ہو جاتا یا سرے سے ابو حیانؒ یہ قول ہی نقل نہ فرماتے۔

مبحثِ دوم: حوالہ بندی و مصادر نویسی کے مختلف معاصر اسالیب کا جائزہ و نقد:

حوالہ بندی اور مصادر نویسی کے لیے عالمی سطح پر مختلف شعبہ جات ہائے علوم و فنون میں مختلف طریقے استعمال کیے جاتے ہیں جن کو اردو میں حوالہ بندی و مصادر نویسی کا دستور العمل یا ہیئتِ اُسلوب[11]، قرطاسِ اُسلوب، قرطاسِ طرز یا طرزی وضع اور انگریزی میں (Citation Manual, Documentation Style, Manual of Style, Editing Style, Style Format) کا نام بھی دیا جاتا ہے۔[12]

تحقیق کے میدان میں حوالہ بندی اور مصادر نگاری کے درج ذیل معاصر اسالیب ہیں:

1. **MLA** حوالہ جاتی اُسلوب
2. **APA** حوالہ جاتی اُسلوب
3. Chicago Manual of Style (**CMS**)

4. Harvard Referencing Style (HRS)

درج ذیل سطور میں مذکورہ بالا اسالیب کی تفصیلات اور خصوصیات ترتیب وار پیش کی جاتی ہیں۔ موقع کی مناسبت سے حوالہ بندی و مصادر نگاری کے لیے مسلمان محققین کا عمومی وضع کردہ اسلوب بھی زیرِ بحث لایا گیا ہے۔

1. MLA کا دستورالعمل برائے حوالہ بندی و مصادر نویسی:

ایم ایل اے کی اصطلاح Modern Language Association کا مخفف ہے[13] کیوں کہ حوالہ بندی کا یہ اسلوب امریکہ کی مذکورہ تنظیم نے متعارف کرایا ہے[14]۔ یہ دستورالعمل انسانی علوم (Humanities)، ادبیات (Literature)، آرٹس اور لسانیات (Linguistic) میں تسلیم شدہ اور کثرت سے خصوصی طور پر امریکہ اور کینیڈا میں رائج ہے نیز دیگر ممالک میں بھی اسے پذیرائی مل رہی ہے۔ مذکورہ اسلوب کو ابتدائی طور پر ۱۹۸۵ء میں شائع کیا گیا تاہم اِس وقت ۲۰۰۸ء کا تیسرا ایڈیشن The MLA Style Manual and Guide to Scholarly Publishing رائج ہے[15]۔ اس ہیئتِ اسلوب کے رہنما کتاب (ہینڈ بک) کے ایڈیشنز میں وقتاً فوقتاً تبدیلیاں آتی رہتی ہیں لہٰذا حوالہ بندی کرتے وقت جدید ترین ہینڈ بک کا استعمال کرنا چاہیے۔

اس اسلوب کو In-Text Citation Style بھی کہتے ہیں یعنی اس میں اقتباس یا لائقِ حوالہ بات درج کرنے کے فوراً بعد متن کے اندر ہی سطر کے دوران قوسین میں مختصر حوالہ مخصوص انداز سے درج کیا جاتا ہے جب کہ متعلقہ زیرِ استعمال مصدر و مرجع کا مفصل اندارج مقالہ کے آخر میں کتابیات میں الف بائی ترتیب سے کیا جاتا ہے۔

ایم ایل اے سٹائل میں متن کے اندر حوالہ میں مصنف / مؤلف کا نام اور زیرِ استعمال مصدر کا صفحہ نمبر دیا جاتا ہے۔ ذیل کی عبارت سے اس کی وضاحت پیش کی جاتی ہے:

As research done "badly" can cause distress to participants and researchers (Petra M. Boynton, 7).

توضیح: قوسین میں مصنف کا نام دیا گیا ہے اور کامہ کے بعد ان کی متعلقہ کتاب کا صفحہ نمبر نوٹ کیا گیا ہے۔

اس اسلوب میں کتاب کی طباعتی معلومات درج ذیل ترتیب سے کتابیات یا مصادر و مراجع میں درج کی جاتی ہیں:

مصنف کا پورا نام، کتاب کا نام، شہرِ اشاعت، ناشر کا نام، سنِ اشاعت، ٹائٹل کا ہر لفظ بڑے حرف سے شروع کیا جاتا ہے۔ کتابوں، رسالوں کے ناموں کے نیچے خط کشید کیا جاتا ہے یا جلی الفاظ میں لکھا جاتا ہے۔ مثلاً:

Boynton, Petra M., **<u>The Research Companion</u>**. New York: Psychology Press, 2005.

اُردو مضمون میں ایم ایل اے کے مطابق حوالہ نگاری کی وضاحت ذیل کی عبارت سے بطور مثال پیش کی جاتی ہے:

دورِ حاضر میں اُصولِ تحقیق ایک فن سے ترقی کرتا ہوا باقاعدہ ایک علم بلکہ ایک اہم علم کی صورت اختیار کر چکا ہے (ڈاکٹر محمد باقر خان خاکوانی، ۳۶)۔

توضیح: قوسین میں صاحبِ کتاب جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد باقر خان خاکوانی صاحب کا نام دیا گیا ہے اور اس کے بعد کامہ لگا کر ان کی کتاب کا متعلقہ صفحہ نمبر دیا گیا ہے۔

مصادر و مراجع میں مذکورہ کتاب کی طباعتی تفصیلات حسبِ ذیل ترتیب سے کتابیات میں درج کی جائیں گی:

خاکوانی، محمد باقر خان، پروفیسر ڈاکٹر، **اسلامی اُصولِ تحقیق**، لاہور: ادارہ مطبوعاتِ سلیمانی، ۲۰۱۳ء

نقد و تبصرہ:

حوالہ نگاری کے اس اُسلوب میں متن کے اندر مصنف کا نام اور زیر استعمال مصدر کا صفحہ نمبر دیا جاتا ہے جب کہ اسلامی تحقیقات میں مصنفین عموماً اپنے نام سے زیادہ کسی لقب وغیرہ سے یاد کیے جاتے ہیں۔ مثلاً سیوطیؒ، غزالیؒ، بخاریؒ و مسلمؒ وغیرہ، جب کہ بعض دفعہ ایک علاقے سے تعلق رکھنے والے کئی مصنفین کے ساتھ یہ القاب یکساں استعمال ہوتے ہیں لہٰذا اگر محض لقب استعمال کیا جائے تو پھر مشترک لقب کی صورت میں ایک طرح سے الجھن والتباس پیدا ہو گا کہ اس لقب سے کون سا مصنف مراد ہے؟ تاہم اس کا حل یہ کیا جا سکتا ہے کہ لقب کے بجائے اصل نام استعمال کیا جائے لیکن لقب یا لقب کے بغیر صرف نام اسلامی تعلیمات سے میل نہیں کھاتا کیونکہ بسا اوقات ناموں میں بھی اشتراک ہو گا اور اس سے معلوم نہیں ہو گا کہ اس نام کے مشترک مسمیات میں سے کون سی خاص شخصیت مراد ہے۔ نیز مشاہدہ یہ ہے کہ ایک مصنف کی کئی کتابیں ہوتی ہیں اور مقالہ نگار اپنے مقالے میں بسا اوقات مختلف جگہ موقع کی مناسبت سے ایک مصنف کی مختلف کتابوں سے استفادہ کرتا ہے۔ اگر ہر جگہ حوالہ میں کتاب کے نام کی بجائے مصنف کے لقب یا نام پر ہی اصرار کیا جائے تو معلوم نہیں ہو گا کہ مصنف کی کس کتاب سے حوالہ مطلوب ہے۔ اسلامی علوم میں MLA اسلوب پر اصرار کرنے والے اس قسم کے سوالات و اشکالات کے جوابات دینے سے خاموش ہیں۔

2. APA کا دستور العمل برائے حوالہ بندی و مصادر نویسی :

اے پی اے کی اصطلاح American Psychological Association کا مخفف ہے جو عالمی سطح پر امریکہ میں نفسیات کی ایک بڑی تنظیم ہے[16]۔ حوالہ بندی و مصادر نویسی یہ اسلوب نفسیات کی اسی تنظیم کا مرتب کردہ ہے[17]۔ اس کا استعمال کثرت سے سماجی علوم (Social Sciences) بالخصوص نفسیات، علم التعلیم اور سائنس میں بھی کیا جاتا ہے۔ اے پی اے کا اشاعتی دستور العمل اولاً ۱۹۲۹ء میں شائع ہوا۔ چھٹی ایڈیشن ۸۰ سال بعد جولائی ۲۰۰۹ء میں The Publication Manual of the American Psychological Association کے نام سے شائع ہوئی جو فی الوقت رائج ہے[18]۔

ایم ایل اے اُسلوب کی طرح اے پی اے میں بھی متن کے اندر ہی قوسین میں مختصر حوالہ درج کیا جاتا ہے جن کی مکمل کتابیاتی تفصیلات مقالہ کے آخر میں مصادر و مراجع کی فہرست میں درج کی جاتی ہیں۔ اے پی اے سٹائل میں ایم ایل اے سٹائل (مصنف / مؤلف کے نام کے ساتھ صفحہ نمبر کے اندراج) کے برعکس مصنف کے نام کے ساتھ زیر استعمال مصدر کے سنِ اشاعت کے اندراج کا اہتمام کیا جاتا ہے جو قاری کو ایک نظر میں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ زیرِ مطالعہ تحقیق میں پیش رفت سے آگاہ کرتا ہے۔ اس بنیاد پر اس اسلوب کو Author-Date Style یعنی مصنف پیش رفت منہج بھی کہتے ہیں۔ انگریزی متن میں اس کی مثال یوں دی جاسکتی ہے:

It was concluded in a case study in this regard ….. (Petra M. Boynton, 2005)

توضیح: قوسین میں Petra M. Boynton مصنف کا نام دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ کتاب کا سال اشاعت ذکر کیا گیا ہے۔

کتاب کی طباعتی معلومات مقالہ کے آخر میں اس ترتیب سے درج کی جاتی ہیں:

مصنف کا نام، تاریخِ اشاعت (قوسین میں)، عنوان کتاب، مقامِ اشاعت، ناشر کا نام اور صفحہ نمبر، مثلاً:

Boynton, Petra M (2005).The Research Companion. New York: Psychology Press, p.42

اُردو مضمون میں اے پی اے کے مطابق عبارت میں حوالہ نگاری اور پھر مصدر نویسی کا انداز حسبِ ذیل ہو گا:

ابلاغ کے معنی پہنچانے اور بھیجنے کے ہیں (نور الحسن نیر کاکوروی، ۱۸۹۹ء)۔

توضیح: قوسین میں مصنف کا نام اور ان کی کتاب کا سن اشاعت ذکر کیا گیا ہے۔

کاکوروی، نور الحسن نیر (۱۸۹۹ء)۔ نور اللغات، لکھنؤ، حلقۂ اشاعت، ج ا، ص ۱۹۲

توضیح: پہلے مصنف کا مشہور لقب و نام پھر قوسین میں سال اشاعت اور اس کے بعد دیگر معلومات

نقد و تبصرہ:

APA اُسلوب میں حوالہ درج کرنے کا انداز یہ ہے کہ متن کے اندر ہی قوسین میں مصنف / مؤلف کا نام درج کیا جاتا ہے اور اس کے ساتھ ہی متعلقہ کتاب کا سالِ اشاعت لکھا جاتا ہے گو کہ متعلقہ کتاب کا نام نہیں دیا جاتا۔ اس اسلوب سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ مقالہ نگار نے کس قدر معاصر اور جدید مآخذ سے استفادہ کیا ہے۔

اسلامی تحقیقات کو اگر APA اُسلوب کا پابند بنایا جائے تو پھر مصنف و مؤلف کے نام پر اصرار سے وہی مسئلہ در پیش ہو گا جس کا تذکرہ MLA انداز پر نقد و تبصرہ میں کیا گیا ہے۔ نیز اس اُسلوب میں کتاب کا متعلقہ صفحہ نمبر درج نہیں کیا جاتا بلکہ مصادر و مراجع میں تفصیل سے متعلقہ صفحات نمبر دیے جاتے ہیں۔ یقیناً اس میں بھی کسی حد تک اُلجھن پیدا ہو سکتی ہے۔

یہ بات بھی قابلِ توجہ ہے کہ APA اسلوب کے پسِ منظر میں بنیادی طور پر یہ فکر کارفرما ہے کہ تحقیق میں زیادہ سے زیادہ جدید (Up to Date) مواد سے استفادہ کیا جائے۔ یہ بات نئی ایجادات و موضوعات اور وقتِ حاضر کے کسی البحث الحالی (Case Study) کے متعلق تو قابلِ پذیرائی قرار دی جاسکتی ہے لیکن اسلامی اثاثے اور علوم میں تو جدید کے مقابلے میں قدیم تر مصادر و مراجع کو فوقیت دی جاتی ہے۔ قرآن و حدیث اور فقہی سرمایہ کو جدید تر طباعت کے تحت تو پیش کیا جاسکتا ہے اور اس طرح طباعت کا سال جدید سے جدید تر ہو سکتا ہے لیکن فی نفسہ دینی سرمایہ جس قدر قدیم ہو گا، اتنا ہی وقیع اور معتبر ہو گا۔ تاہم ایسے معاصر موضوعات و مسائل جو خاص طور پر عصرِ حاضر کی پیداوار ہوں ان کے لیے معاصر محققین کی جدید تحقیقات سے ضرور استفادہ کیا جائے لیکن اُن کی وقعت و قبولیت کا فیصلہ تو بہر حال اسلام کے قدیم بنیادی اثاثے کی میزان میں ہی کیا جائے گا لہٰذا اسلامی تحقیقات میں APA اُسلوب کا اصرار اپنے ساتھ کئی ایک استفسارات کو جنم دے گا۔

علاوہ ازیں اے پی اے اور ایم ایل اے ہر دو اسلوب میں متن کے اندر ہی قوسین میں حوالہ درج کیا جاتا ہے اس طرح متن کے اندر حوالوں کا التزام عموماً روانئ مطالعہ میں مخل سمجھا جاسکتا ہے۔

3. ہارورڈ ریفرنسنگ سٹائل: (HRS)

MLA اور APA اسالیب کی طرح Harvard Referencing Style کو بھی قوسین میں حوالہ نگاری کا اسلوب کہا جاتا ہے[19]۔ برطانیہ اور آسٹریلیا میں قانون اور نفسیات کے طلبہ کے علاوہ تمام طلبہ سرکاری طور پر یہ اُسلوب استعمال کرتے ہیں[20]۔ اس

اسلوب میں جزوی حوالہ جات متن کے اندر جملہ کے درمیان یا اختتام پر قوسین میں دیے جاتے ہیں اور مقالہ کے آخر میں کتابیات میں ان کی تفصیل مہیا کی جاتی ہے[21]۔

حوالہ نگاری و مصادر نویسی کا یہ اسلوب بھی Author-Date Style کے نام سے پہچانا جاتا ہے یعنی تازہ ترین تحقیق پر مبنی اُسلوب، البتہ APA کے برعکس اس میں متعلقہ ماخذ کا صفحہ نمبر بھی متن کے اندر حوالہ کے ساتھ آخر میں درج کیا جاتا ہے۔اس اُسلوب میں کتابوں، رسالوں اور ویب سائٹوں کے اندارج کے طریقے درج ہیں اور زیادہ زور مصنف/ مؤلف اور تاریخِ اشاعت پر دیا جاتا ہے۔مصنف/ مؤلف پر زور دینے کا مقصد صاحبِ قول سے تعارف حاصل کرنا ہے تاکہ بات کی وقعت سامنے آئے اور تاریخِ اشاعت پر زور دینے سے مقصود یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ معاصر اور جدید رجحان کا پتہ چلے۔مصادر الف بائی ترتیب کے مطابق مرتب کیے جاتے ہیں۔سب سے پہلے مؤلف، پھر قوسین میں سنِ اشاعت، پھر ترچھے انداز (Italic) میں کتاب کا نام، ایڈیشن، شہر اور آخر میں ناشر[22]، مثال کے طور پر:

Kothari, C. R, (1990) *Research Methodology: Methods and Techniques*, New Delhi, New Age International (P) Limited.

اس اسلوب کے مطابق مصادر کو اردو و عربی حوالہ بندی میں درج ذیل انداز سے پیش کیا جاسکتا ہے:

محمد وسیم اکبر شیخ، ڈاکٹر، (۲۰۰۳ء) ذرائع ابلاغ اور اسلام، لاہور، مکّہ پبلی کیشنز

نقد و تبصرہ:

علومِ اسلامیہ میں حوالہ بندی و مصادر نگاری کا ہارورڈ اسلوب اپنانے سے وہی مشکلات درپیش ہوں گی جن کا تذکرہ APA کے ضمن میں "نقد و تبصرہ" میں کیا گیا ہے کیوں کہ APA کی طرح اس اسلوب میں بھی جدید ترین مواد سے استفادے کا رجحان پایا جاتا ہے جب کہ اسلامی تراث میں جدید مصادر کی نسبت قدیم تر مصادر و مراجع کو اوّلیت دی جاتی ہے کیوں کہ دینی سرمایہ جس قدر قدیم ہو گا، اتناہی وقیع اور معتبر ہو گا البتہ نئے موضوعات پر معاصر محققین کی نئی تحقیقات سے ضرور استفادہ کیا جائے لیکن اُن کی وقعت و قبولیت کا فیصلہ بھی اسلام کے قدیم بنیادی اثاثے اور اسلامی تعلیمات، اقدار و روایات سے ہم آہنگی کی بنیاد پر ہی کیا جائے گا اس لیے حوالہ نگاری کا ہارورڈ اسلوب بھی اسلامی تحقیقات کے مزاج کے ساتھ ہم آہنگ نہیں۔

4. حوالہ بندی و مصدر نویسی کا شکاگو اُسلوب:

اس دستورالعمل کو مختصراً CMS یا CMOS کہتے ہیں جو Chicago Manual of Style کے مخفف ہیں کیوں کہ اس اُسلوب کا آغاز ۱۹۰۶ء میں شکاگو یونیورسٹی امریکہ کے پریس سے ہوا تھا[23]۔شکاگو اسلوب کے اب تک سولہ ایڈیشن آچکے ہیں۔ فی الوقت Chicago Manual of Style کے نام سے سولہویں ایڈیشن (شائع شدہ ۲۰۱۰ء) رائج ہے جو آن لائن بھی دستیاب ہے[24]۔

حوالہ بندی و مصادر نویسی کا یہ اسلوب عموماً تاریخ، فلسفہ، فنونِ لطیفہ اور بزنس سٹڈیز میں استعمال کیا جاتا ہے۔اُردو اور مذہبیات میں بھی زیرِ استعمال ہے۔اس اسلوب میں سابقہ اسالیب کی طرح متن کے اندر قوسین میں حوالہ کے اندراج کی بجائے متن میں متعلقہ جگہ پر حوالہ نمبر لکھ کر زیریں حاشیے میں مختصر حوالہ جات کے اندراج کا اہتمام کیا جاتا ہے، اس بنیاد پر اس طرز کو زیریں صراحتیں "Footnote Style" بھی کہتے ہیں۔

متن کے اندر حوالہ جاتی اوراشاعتی معلومات دینے سے قاری کی توجہ اصل بحث سے ہٹ جانے سے بچانے کے لیے ذیلی حواشی میں ان کااندراج کیاجاتاہے تاکہ وہ متن کاتسلسل،دل جمعی اوریکسوئی کے ساتھ مطالعہ کرسکےاور اگر چاہے تو حسبِ ضرورت مزید تحقیق و معلومات کے لیے زیریں صراحتوں(Footnotes) کی طرف نظر ڈال لے۔اس اندازسے حوالہ دینے کے لیے متن میں متعلقہ نقطہ نظر پر حوالہ نمبر دیاجاتاہے اور پھر حاشیہ میں اس کی درج ذیل اندازسے تفصیل درج کی جاتی ہے۔ مثلاً:

Traditionally, the professional priesthood was limited to the great shrines, and local people took it in turns to be the priest[1].

1. Martin Palmer, **World Religions,** (London: Times Books, Harper Collins Publishers, 2004), P.97.

توضیح:عبارت میں متعلقہ جگہ حوالہ نمبر درج کیاگیاہے اور حاشیہ میں بھی وہی نمبر درج کرکے حوالہ میں پہلے مصنف / مؤلف کانام، پھر کامہ،پھر جلی حروف میں کتاب کانام، پھر قوسین میں مقامِ اشاعت،ناشر اورسنِ اشاعت دیا گیا ہے پھر بریکٹ کے بعد کامہ اور صفحہ نمبر درج کیاگیاہے۔

اردو میں حوالہ نگاری کے شکاگو انداز کی تطبیق کی مثال یوں دی جاسکتی ہے:

سکھ مت ہندوستان کی پیداوار ہے۔اس کے بانی گرونانک ۱۴۶۹ء میں پیدا ہوئے[1]۔

[1] احمد عبداللہ، **مذاہب عالم**،(لاہور: مکی دارالکتب، جنوری ۲۰۰۲ء)، ص:۱۰۶

توضیح: پہلے مصنف کانام دیاگیااس کے بعد کامہ، پھر جلی حروف میں کتاب کانام، پھر قوسین میں مقام اشاعت،ناشر،اورسن اشاعت دیاگیاہے۔قوسین کے بعد کامہ اور پھر صفحہ نمبر دیاگیاہے۔

نقد و تبصرہ:

حوالہ بندی اور مصادر نویسی کا شکاگو اسلوب (Chicago Manual) نسبتاً سادہ اورآسان ہے اور حوالہ نگاری و مصادر نویسی کے دیگر معاصر اسالیب کے مقابلے میں ہمارے ہاں اسلامی علوم میں مروج طریقِ کار سے زیادہ مطابقت رکھتاہے۔اس لیے اگر حوالہ بندی اور مصادر نویسی کے مختلف عالمی طریق ہائے کار کے ساتھ مطابقت پیدا کرنامطلوب ہوتواس طریقِ کار میں اسلامی علوم کے محققین و مقالہ نگاران کے لیے زیادہ سہولت ہے۔

شکاگو اسلوب کے تحت متعلقہ صفحہ کے حاشیہ ہی میں حوالہ درج کیاجاتاہے جس سے قاری کو اسی صفحہ کے ماخذ اور تشریحی نوٹ ایک نظر میں ہی معلوم ہوجاتے ہیں جس سے وہ مواد کی درستگی یاتصدیق بآسانی کرسکتاہے۔مقالہ نگاران کے خیال میں شکاگو اسلوب میں اس قدر جدّت شامل کرنی چاہیے کہ اسی طریقِ کار کے مطابق فصل یاباب کے آخر میں بھی حوالہ دینے کااختیار و گنجائش ہو۔البتہ یہ امر مدّ نظر رہے کہ تبصراتی حاشیے متن پرغالب نہ آئیں یعنی حواشی حسبِ ضرورت، منطقی، مختصر اور حتی الامکان کم سے کم ہوں کیونکہ تحریر کی علمی وقعت کاانحصار حوالہ جات کی کثرت پر نہیں بلکہ متن پر ہوتا ہے۔

اسلامی نظریاتی کونسل اسلام آباد نے اپنے قواعد و ضوابط برائے تحقیق و تصنیف اور اشاعت میں جو طریق کار اختیار کیاہے وہ بھی شکاگو اسلوب ہے چنانچہ کونسل نے ضروری قرار دیاہے کہ حواشی اور حوالے اسی صفحے پر حاشیہ میں درج کئے جائیں۔ اندراج کا

طریقہ یہ ہو کہ پہلے مصنف کا نام پھر کامہ، پھر خط نسخ میں کتاب کا نام پھر قوسین میں مقام اشاعت: ناشر اور سن طباعت، قوسین کے بعد کامہ، پھر جلد نمبر اور پھر صفحہ نمبر درج کیا جائے۔[25]

شکاگو اسلوب کے تحت اسلامی علوم میں حوالہ جات اور کتابیات کی تحریر کا تفصیلی طریق کار اسلامی نظریاتی کونسل نے اپنے کتابچہ میں دیا ہے[26]۔

پاکستان میں ہائیر ایجوکیشن کمیشن اسلام آباد کے "X" کیٹگری میں منظور شدہ اسلامی علوم میں ادارہ تحقیقات اسلامی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے واحد تحقیقی مجلّہ Islamic Studies نے بھی اپنے تحقیقی مقالات کے لئے مقالہ نگاروں کے لئے ہدایات Guidelines for Contributors میں شکاگو اسلوب ہی کو اپنانے کی تاکید کی ہے اور اس سلسلے میں ہدایت لکھی ہے:

References should be numbered consecutively. In general, all citations should follow the Chicago manual of style.

"حوالے کے مسلسل نمبر کے تحت درج کئے جائیں، بہ حیثیت مجموعی حوالہ نگاری میں شکاگو اسلوب اپنایا جائے گا"

اسی طرح ادارہ تحقیقات اسلامی کے عربی سہ ماہی تحقیقی مجلہ الدراسات الاسلامیۃ نے بھی گو کہ شکاگو اسلوب کو اپنایا ہے لیکن مجلّہ کے آغاز میں قواعد النشربالدراسات الاسلامیۃ میں اس اسلوب کی تصریح نہیں کی ہے۔

ادارہ تحقیقات اسلامی ہی کے اردو سہ ماہی تحقیقی مجلّہ "فکر و نظر" نے بھی حوالہ نگاری کے لئے شکاگو اسلوب کو اپنانے کی ہدایت کی ہے اور اس اسلوب کے مطابق اسلامی تحقیقات میں حوالہ نگاری کا مکمل طریق کار وضاحتی مثالوں کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ اسلامی تحقیقی مجلّوں میں شاید کسی مجلّے نے بھی اردو میں شکاگو اسلوب کو اس قدر وضاحتی مثالوں کے ساتھ پیش نہیں کیا ہے۔ اردو و عربی میں شکاگو اسلوب اپنانے کے لئے فکر و نظر کے ان وضاحتی مثالوں سے استفادہ کے لئے فکر و نظر کے کسی شمارے کے آغاز پر "مقالہ نگاروں کے لئے تجاویز" کو ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

5. علومِ اسلامیہ میں متعارف اسلوبِ حوالہ بندی ومصادر نویسی:

مسلم دنیا میں حوالہ بندی اور مصادر نویسی کا اپنا انداز ہے جو بہت حد تک شکاگو اسلوب ہی کی طرح ہے ۔ مذکورہ بالا اسلوب کو ڈاکٹر افتخار احمد خان نے مسلم سکالرز سٹائل (MSS) کا نام دیا ہے۔ ان کے مطابق اس اُسلوب کا معروف دساتیر العمل کے ساتھ تذکرہ نہیں کیا جاتا، اس اسلوب میں کتاب کا نام پہلے لکھا جاتا ہے پھر مصنف یا مؤلف، اس کے بعد جلد اور صفحہ، ناشر، مقامِ اشاعت اور سب سے آخر میں سنِ اشاعت ذکر کیا جاتا ہے[27]۔ شعبہ علومِ اسلامیہ، عبدالولی خان یونیورسٹی مردان، خیبر پختونخوا مذکورہ دستور العمل پر حسبِ ضابطہ عمل پیرا ہے، چنانچہ اس ضمن میں تحقیق کاروں کو حوالہ نویسی ومصدر نگاری کے بارے میں درج ذیل ہدایات دی جاتی ہیں:

> "تحقیقی خاکہ اور مقالہ دونوں میں حوالہ جات کے اندراج کے لیے شعبہ علومِ اسلامیہ کا اختیار کردہ یکساں اسلامی طریقہ کار اپنایا جائے جس میں پہلے مصدر یعنی کتاب کا نام، اس کے بعد مصنف / مؤلف / مرتّب کا نام، مترجم کا نام (اگر ضرورت ہو)، محقق کا نام (اگر تحقیق شدہ نسخہ استعمال میں ہو)، متعلقہ جلد نمبر، صفحہ نمبر، مکتبہ

/ناشر کا نام و مقام، ایڈیشن اور سنِ اشاعت درج کی جائے۔ سالِ اشاعت نامعلوم ہونے کی صورت میں کچھ نہ لکھا جائے۔"[28]

علاوہ ازیں حوالہ جات کا اہتمام ہر صفحہ پر ذیلی ہوامش (Footnote) میں کیا جاتا ہے البتہ بعض جامعات میں ہر باب کے آخر میں حاشیہ مابعد (Endnotes) کی صورت میں کیا جاتا ہے۔

شکاگو اسلوب اور عام مروج اسلامی اسلوب کا فرق درج ذیل تقابل سے بہ آسانی سمجھا جا سکتا ہے:

شکاگو اسلوب: نام مصنف، کتاب کا نام جلی حروف میں، بریکٹ میں مقام اشاعت: ناشر اور سن اشاعت، بریکٹ کے بعد جلد و صفحہ نمبر۔

اسلامی اسلوب: کتاب کا نام، نام مصنف، جلد نمبر، صفحہ نمبر، ناشر، مقام اشاعت، سن اشاعت۔

مبحثِ سوم: خلاصۂ بحث:

اس وقت علمی دنیا میں حوالہ بندی اور مصادر نویسی کے کئی طریقے متعارف ہیں۔ تاہم ان معروف اسالیب (ایم ایل اے، اے پی اے، ہارورڈ اور شکاگو اسالیب) میں سے کسی ایک کی بھی تطبیق اپنی پوری شکل و اسلوب کے ساتھ علومِ اسلامیہ وشرقیہ میں نہیں ہو سکتی بلکہ اس کو موافق بنانے کے لیے ان میں کچھ تبدیلیاں کرنی پڑیں گی لہٰذا حوالہ نگاری کے لیے تمام علوم میں ایک ہی اُسلوبی ہیئت پر اصرار علمی اعتبار سے مصلحت پر مبنی نہیں۔ علومِ اسلامیہ کو حوالہ نگاری کے سلسلے میں دیگر عمرانی علوم پر قیاس کرنا قرین مصلحت نہیں کیونکہ تمام عمرانی علوم میں قدیم کے مقابلے میں جدید کی وقعت ہوتی ہے جب کہ علومِ اسلامیہ کی بنیادیں قدیم اثاثے پر کھڑی ہیں اس لئے سائنس اور آرٹس کے مضامین میں جدیدیت کے تصور پر مبنی اے پی اے، ایم ایل اے یا ہارڈورڈ اسلوب اپنانا قرین مصلحت قرار دیا جا سکتا ہے تاہم علومِ اسلامیہ کے ساتھ حوالہ نگاری کا شکاگو اسلوب ہی زیادہ میل کھاتا ہے۔

ہمارے کئی رفقاء کار اساتذہ کرام اپنے تحقیقی مضامین لکھ تو لیتے ہیں لیکن مختلف مجلّوں کی طرف سے حوالہ نگاری کے یہ مختلف اسالیب اپنانے کی وجہ سے متعلقہ مجلّے کے اسلوب پر اپنے مضمون کی ترتیب میں انہیں دقّت پیش آجاتی ہے اس لئے ہائیر ایجوکیشن اسلامی علوم کے تمام تحقیقی مجلّات کے لئے حوالہ نگاری و مصادر نویسی کا یکساں اسلوب مقرر کرنے پر غور کرے۔ چونکہ شکاگو اسلوب اسلامی منہج کے قریب تر ہے بلکہ حوالے کی ترتیب میں جزوی تقدیم و تاخیر کے ساتھ وہی اسلوب ہے جو مختلف شعبہ ہائے علوم اسلامیہ میں اپنایا جارہا ہے اس لئے "شکاگو" نام کی وجہ سے اسے اسلوبی تحقیقات کے مزاج کے منافی کوئی اسلوب قرار دینا علمی اعتبار سے مضحکہ خیز ہی قرار دیا جا سکتا ہے۔ لہٰذا اس کی مناسب تہذیب کے بعد اسے اختیار کیا جا سکتا ہے اور اس سلسلے میں بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کے تحقیقی مجلّوں کو نمونہ بنایا جا سکتا ہے۔

علومِ اسلامیہ کو حوالہ نگاری کے سلسلے میں دیگر عمرانی علوم پر قیاس کرنا قرین مصلحت نہیں کیونکہ تمام عمرانی علوم میں قدیم کے مقابلے میں جدید کی وقعت ہوتی ہے جب کہ مذہبی لٹریچر کی بنیادیں قدیم اثاثے پر کھڑی ہیں اس لئے مختلف دیگر مضامین میں جدیدیت کے تصور پر مبنی اے پی اے، ایم ایل اے یا ہارڈورڈ اسلوب اپنانا قرین مصلحت قرار دیا جا سکتا ہے تاہم علومِ اسلامیہ کے ساتھ حوالہ نگاری کا شکاگو اسلوب ہی زیادہ میل کھاتا ہے بلکہ کہا جا سکتا ہے کہ شکاگو اسلوب بعینہٖ حوالہ نگاری مصادر نویسی کے اسلامی اسلوب کی ایک جدید شکل ہے۔

حواشی و حوالہ جات:

[1] ڈاکٹر قاضی عبد القادر، **تصنیف و تحقیق کے اصول**، ص:۱۷، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۹۲ء

[2] عبد الرزاق قریشی، **مبادیاتِ تحقیق**، ص:۶۳، خان بک کمپنی، لاہور، ۱۹۶۸ء

[3] محمد بن عبد الله الخطیب، **مشکاة المصابیح**، دار الفکر بیروت، ۱۹۱۹ء، کتاب الصلاة ، باب الذکر بعد الصلاة ، الفصل الأول ، حدیث: ۹۶۳

[4] یہ مثال ڈاکٹر سراج الاسلام حنیف کی کتاب "اصول بحث و تحقیق علوم شرعیہ"، مطبع دار القرآن و السنۃ، مردان ۲۰۱۴ء سے لی گئی ہے، ملاحظہ ہو: ص:۱۵-۱۶

حدیث کی تخریج کے لیے ملاحظہ ہو: مسلم بن حجاج، **صحیح مسلم** ، مصطفیٰ البابی الحلبی، مصر، کتاب المساجد و مواضع الصلاة و بیان صفته ، حدیث : ۵۹۴

[5] کتاب مذکور کا صفحہ نمبر ۲۵۵ ملاحظہ ہو۔

[6] اشرف علی تھانوی، **بہشتی زیور**، دار الاشاعت کراچی، بدون تاریخ، ج:۲، ص:۶۵ (یہ مثال بھی ڈاکٹر سراج الاسلام حنیف صاحب کی کتاب "اصول بحث و تحقیق علوم شرعیہ" سے لی گئی ہے، مذکورہ کتاب کا ص:۲۱-۲۲ ملاحظہ ہو)۔

[7] سیوطی، ابو لفضل جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد جلال الدین الشافعی، **الاتقان فی علوم القرآن**، ص:۲۳-۴۴، مجمع الملک فهد سعودیہ، ۱۴۲۶، طبع اول / صدیق بن حسن خان القنوجی، **ابجد العلوم الوشی المرقوم فی بیان احوال العلوم**، ج:۲، ص:۱۲۲، قومی وزارت ثقافت و ارشاد دمشق، ۱۹۷۸ء

[8] شهاب الدین احمد بن محمد بن عمر الخفاجي المصري الحنفي ،**حاشية الشهاب المعروف بعناية القاضى وكفاية الراضي** ، ج:۱، ص: ۱۶،دار صادر بیروت

[9] ابن خلکان،أبوالعباس شمس الدين،أحمدبن محمدبن أبوبكر،**وفيات الأعيان**، ج: ۴،ص: ۲۴۹،دارصادر،بيروت، ۱۹۹۴ء

[10] أندلسي، أبو حيان ، محمد بن يوسف بن علي بن يوسف، **البحر المحيط**، ج:۱، ص:۵۱۱،دار الكتب العلمية، بيروت ، الطبعة الأولى، ۱۹۹۴ء

[11] پروفیسر ڈاکٹر محمد رشید، **تعلیمی تحقیق**، ص:۳۶۸، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، طبع اوّل:۲۰۰۱ء

[12] اُصولِ تحقیق-II (مطالعاتی رہنما ایم-فل اُردو)، ص:۱۵ تا ۳۱، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، ۲۰۰۹ء

[13] http://www.mla.org

[14] امریکہ کی ماڈرن لینگوئج ایسوسی ایشن (قائم شدہ:۱۸۸۳ء) کے سو(۱۰۰) ممالک میں تقریباً پچیس ہزار اراکین ہیں۔اس انجمن کا صدر دفتر امریکہ میں ہے۔ یہ لسانیات وادبیات کی مطالعہ و تدریس کی تقویت کے لیے ایک صدی سے زائد عرصہ سے مصروفِ عمل ہے۔ ایک سالانہ کنونشن کے علاوہ کئی مضامین کے حوالے سے اجلاسوں اور ملک بھر (امریکہ) میں چھوٹی سطح پر سیمینار کا انعقاد بھی کرتا ہے۔ چار جرائد کے علاوہ ایک سہ ماہی خبر نامہ بھی شائع کرتا ہے جس میں انجمن کی خبریں، اہم امور کی آخری تاریخیں اور اراکین کی دلچسپی کا مواد پیش کیا جاتا ہے۔(تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: http://www.mla.org)

[15] http://subjectguides.library.american.edu/citation

[16] امریکی نفسیاتی انجمن (اے پی اے) ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں نفسیات کی نمائندہ سب سے بڑی رہنما سائنسی و پیشہ ورانہ تنظیم ہے۔اس کو ۳۱ اراکین نے جولائی ۱۸۹۲ء میں قائم کیا جو "جدید نفسیات" میں دلچسپی رکھتے تھے۔ اے پی اے کا صدر دفتر واشنگٹن ڈی سی، امریکہ میں ہے۔ جنگِ عظیم دوم کے بعد اس کی رکنیت میں خاطر خواہ اضافہ ہوا اور فی الوقت اس کے اراکین کی تعداد ۱۲۲،۵۰۰ سے زائد ہے جن میں

محققین، اساتذہ، معالجین، ماہرین، طلباء اور دیگر اراکین شامل ہیں۔ نفسیات کے ذیلی شعبوں میں اے پی اے کی ۵۴ شاخیں ہیں۔ (تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو: http://www.apa.org)

[17] http://www.apastyle.org/about-apa-style.aspx

[18] تفصیلات براہِ راست www.apastyle.org پر بھی ملاحظہ کی جاسکتی ہیں جس میں سائنسی حقائق اوراعدادوشمار تحریر اور پیش کرنے کی ہدایات، جدول بنانے اوران میں ارقام تحریر کرنے کی مشق اور حوالہ جات لکھنے کے ضوابط درج ہیں۔

[19] ہارورڈ حوالہ جاتی اسلوب ۱۸۸۱ء میں ہارورڈ یونیورسٹی میں حیاتیاتی لیبارٹری کے ڈائریکٹر اور اناٹومی کے نامور پروفیسر Edward Laurens Mark نے اپنے ایک پیپر میں متعارف کرایا۔

[*Chernin, Eli (1988). "The 'Harvard System': A Mystery Dispelled", British Medical Journal. October 22, 1988, pp. 1062–1063.]*

[20] http://guides.is.uwa.edu.au

[21] ہارورڈ اسلوب میں کتابیات کو References/Reference List/Works Cited/End-Text Citations کہتے ہیں۔

[22] ڈاکٹر افتخار احمد خان، **اُصولِ تحقیق**، ص:۱۷۵، شمع بکس، بھوانہ بازار، فیصل آباد، بارِ دوم، ۲۰۱۵ء

[23] تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو: www.press.uchicago.edu

[24] http://www.chicagomanualofstyle.org

[25] اسلامی نظریاتی کونسل، قواعد وضوابط برائے تحقیق وتصنیف اور اشاعت، (اسلام آباد: اسلامی نظریاتی کونسل، ۲۰۰۹ء)، صفحات: ۱۱-۲۱

[26] ایضاً، صفحات: ۱۱تا۱۴

[27] ڈاکٹر افتخار احمد خان، اُصولِ تحقیق، ص:۱۷۵

[28] سعید الرحمٰن بن نور حبیب، **رہبر تحقیق علوم اسلامیہ**، ص:۸، اسلامی ابلاغ وتحقیق فورم مردان، ۲۰۱۵ء